قرا سبعہ اور انکے علمی و دینی کارنامے

(از محمد الیاس الاعظمی ایم اے)

قرا سبعہ یہ ہیں:۔

		ولادت		وفات
۱۔	امام نافع مدنیؒ	سنہ [illegible]		سنہ ۱۶۹ھ
۲۔	امام ابن کثیر مکیؒ	سنہ ۴۵ھ	"	سنہ ۱۲۰ھ
۳۔	امام ابو عمرو بصریؒ	سنہ ۶۰ھ	"	سنہ ۱۵۴ھ
۴۔	امام ابن عامر شامیؒ	سنہ ۲۱ھ	"	سنہ ۱۱۸ھ
۵۔	امام عاصم کوفیؒ	نامعلوم	"	سنہ ۱۲۷ھ
۶۔	امام حمزہ الزیات کوفیؒ	سنہ ۸۰ھ	"	سنہ ۱۴۸ھ
۷۔	امام ابو الحسن کسائیؒ	سنہ ۱۱۹ھ	"	سنہ ۱۸۹ھ

ان کی قراتوں کو قرات سبعہ اور ان کو قرا سبعہ کہا جاتا ہے ان میں بعض تابعی اور بعض تبع تابعی ہیں۔ ان کا کل زمانہ سنہ ۲۱ھ سے شروع ہوکر سنہ ۱۸۹ھ تک ختم ہو جاتا ہے۔ مذکورہ بالا ترتیب علامہ ابن مجاہد متوفی سنہ ۳۲۴ھ کی ہے۔ جو تیسری صدی ہجری کے اوائل میں عمل میں آئی۔ اگرچہ موصوف کی ترتیب سے پہلے قرا سبعہ مشہور ہو چکے تھے۔ ابن مجاہد نے ترتیب میں کسی کو پہلے اور کسی کو بعد میں ذکر کیا اور یعقوب حضرمی کو خارج کر دیا اس ترتیب کی کوئی اہمیت نہیں جسکو چاہیں پہلے کر دیں اور جسکو چاہیں بعد میں۔ البتہ اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ قرات قرآن میں کسی ایک ترتیب پر عمل ضروری ہے چونکہ تیسری صدی ہجری سے آج تک ابن مجاہد کی ترتیب پر سب کا عمل رہا ہے اس لئے میں اسی کی اقتدا کرتا ہوں اور سلف کے طریقوں کو اچھا اور بہتر تصور کرتا ہوں۔

قرأت سبعہ سے متعلق ہم یہاں بحث نہیں کریں گے کہ یہ موضوع سے خارج ہے البتہ ایک ضروری بات یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں قرأتوں کا دائرہ بہت وسیع تھا اور اس کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی لیکن جب قرأتوں میں اختلاف پلائے گئے اور لوگ ایک دوسرے کی قرأتوں پر ناواقفیت کی بنا پر طعن وتشنیع اور نکتہ چینی کرنے لگے اور اپنی قرأت کو صحیح اور دوسروں کی قرأت کو غلط قرار دینے لگے تو آپس میں چشمک بڑھی اور جب معاملہ بہت سنگین ہوگیا تو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف توجہ کی اور معاملہ کو حل کیا۔ مصاحف لکھوائے انھیں صدر مقامات میں تقسیم کروائے اور حکم دیا کہ انھیں کے مطابق قرآن کی تعلیم دی جائے اور بقیہ نسخوں کو نذر آتش کر دیا جائے چنانچہ اس پر سختی سے عمل ہوا اور تمام قرأتوں کو مدنظر رکھکر یہ اصول بنایا گیا کہ اگر کوئی قرأت ان اصولوں کے خلاف پائی جائے تو وہ غلط قرار دیدی جائے۔ وہ اصول یہ ہیں۔

(۱) مصاحف عثمانی کے رسم الخط میں اس کی گنجائش ہو۔

(۲) عربی زبان و قواعد کے مطابق ہو۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو اور ائمہ قرأت میں مشہور ہو۔

ان اصولوں کو سامنے رکھکر جب چھان بین ہوئی تو یہ سات قرأتیں متواتر اور صحیح ثابت ہوئیں۔ چونکہ ان قرأتوں میں بعض لوگوں نے بڑا نام پیدا کیا اس لئے یہ قرأتیں ان ہی کے ناموں سے منسوب ہوگئیں۔ ان پر جمہور کا اجماع ہے۔ ان سات قرأتوں کے علاوہ تین قرأتیں اور ہیں جو ابو جعفر یزید بن قعقاع مدنی، یعقوب بن اسحاق حضرمی اور خلف بن ہشام بزاز کی طرف منسوب ہیں۔ ان کے تواتر میں کسی قدر اختلاف ہے اس کے علاوہ چار قرأتیں اور ہیں جو ابن محیصین مکی، یحیٰی بن مبارک یزیدی حسن بصری اور اعمش سلیمان بن مہران کے ناموں سے منسوب ہیں انھیں علماء نے شاذ قرار دیا ہے۔

اس بیان سے یہ اشکال پیدا ہوسکتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ:

ان ھذا القرآن انزل علیٰ سبعة احرف فاقرؤا ماتیسر منہ۔ (صحیح بخاری شریف)

یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا پس ان میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو اس طریقہ پر پڑھو۔

[illegible] ... قرأت [illegible]

[illegible] پر مشتمل ہونا چاہیے۔ البتہ اختلافات قرأت [illegible] کے ظاہری فرق و اختلاف سے معنی [illegible] قرآن کی آسانی کے لئے مجاز ہیں۔ مولانا مفتی [illegible]

[illegible]

"شروع میں چونکہ لوگ قرآن کریم کے اسلوب کے پوری طرح عادی نہیں تھے اس لئے ان [illegible] کے دائرے میں بہت سی قرأتوں کی اجازت دیدی گئی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان میں جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ دور فرمایا اور اس دور کو "عرضہ اخیرہ" کہتے ہیں اس موقع پر بہت سی قرأتیں منسوخ کر دی گئیں اور صرف وہ قرأتیں باقی رہ گئیں جو آج تک تواتر کے ساتھ محفوظ چلی آئی ہیں" (معارف القرآن)

اب ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں اور قراء سبعہ کے علمی و دینی کارناموں [illegible] جھلکوں سے نظر ڈالتے ہیں۔

امام نافع مدنی [illegible]ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۶۹ھ میں زمانہ خلافت ہارون [illegible] اصلاً اصفہانی ہیں لیکن تمام حیات مستقل قیام مدینہ منورہ میں رہا اس [illegible] مشہور ہیں آپ کی قبر جنت البقیع میں امام مالک کے پہلو میں ہے۔ آپ [illegible] زمانہ [illegible] وہ مسلمانوں کے علمی و دینی اور سیاسی و تہذیبی عروج کا [illegible] قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں سے گونج رہا تھا۔ امام نافع [illegible] اور [illegible] لوگوں سے علوم قرآنی کی تحصیل و تکمیل کی [illegible] پوری زندگی اسی قرآنی تعلیم میں صرف کر دی سو سال کی [illegible] قرأت قرآن رہا اس طویل ترین مدت میں [illegible] امام مالک بن انس [illegible]

زمانہ میں سب سے اہم کام درس وتدریس ہی کا تھا۔ چنانچہ تمام اہل علم
کا مشغلہ درس وتدریس ہی نظر آتا ہے۔

امام مدنی کی علمی زندگی درس وتدریس سے ہی عبارت ہے ان کے درس کی وسعت
اور ہمہ گیری کا عالم یہ تھا کہ طلبہ کا ایک ہجوم ان کے پاس حصول علم کے لئے ہر وقت جمع رہتا
تھا کہ کسی بھی طالبعلم کو تیس آئیتوں سے زیادہ پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تھا خود امام موصوف
نے ستر تابعین کے خرمن علم سے خوشہ چینی کی تھی۔ ان باتوں سے یہ اندازہ بھی لگایا جا
سکتا ہے کہ اس دور میں مدرسوں کی علمی وتعلیمی کس درجہ وسعت اور ہمہ گیری رکھتی تھی
ساجی کا بیان ہے کہ:

"کان من القراء الفقهاء العباد" وہ قرار، فقہا اور عبادت گزاروں میں تھے۔

امام صاحب کا شمار قراء سبعہ میں سب سے پہلے کیا جاتا ہے یہ ان کے قرأت قرآن کی
مہارت کا شاہد ہے، اپنے شیخ ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی کی وفات کے بعد مدینہ منورہ
میں بالاتفاق امام القراء تسلیم کئے گئے حدیث میں بھی درک وبصیرت رکھتے تھے۔ اور ائمہ
حدیث سے سو حدیثوں کا سماع کیا تھا علامہ ابن حجر مکی کا بیان ہے کہ:۔

"میں ان کی مرویات میں کوئی منکر بات نہیں دیکھتا اور میرا خیال ہے ان کے قبول کرنے
میں کوئی حرج نہیں"۔

امام مدنی کو خدمت قرآن کی برکت سے ایک قسم کی کرامت عطا کی گئی تھی جب تلاوت
قرآن کرتے یا کسی سے ہم کلام ہوتے تو منہ سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی لوگوں نے دریافت
کیا کہ کیا آپ ہمیشہ خوشبو استعمال کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا نہ میں خوشبو استعمال کرتا ہوں
اور نہ اس کے قریب جاتا ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم
رؤیا میں زیارت نصیب ہوئی اور میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے منہ سے
اپنا منہ مبارک ملا کر قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے ہیں پھر جب میں بیدار ہوا تو میرے
منہ سے خوشبو آ رہی تھی اسی وقت سے یہ خوشبو میرے منہ سے آ رہی ہے امام صاحب
کی وفات کا جب وقت آیا تو صاحبزادوں نے وصیت کی درخواست کی تو فرمایا:۔

"اتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ و رسولہ ان کنتم مومنین"	تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو

(۲) دوسرے قاری امام ابن کثیر مکی ہیں۔ یہ ۴۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ھ میں بزمانہ خلافت ہشام بن عبدالملک مکہ معظمہ میں ہی وفات پائی۔ اصلاً فارسی النسل ہیں، امام مجاہد ابن جبیر مکی، شیخ القراء درباس، امام عکرمہ ابوالزبیر، ابوالمنہال اور حضرت عبداللہ بن السائب مخدومی صحابی رسول سے تحصیل علم کی۔ اور اپنے اندر بڑی جامعیت اور فن میں بڑا کمال پیدا کیا اور لائق تقلید قرار پائے ان کی زندگی کا ماحصل بھی درس و تدریس ہی ہے ان کے درس کا اندازہ ان کے جلیل القدر شاگردوں سے لگایا جا سکتا ہے چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

امام محمد بن ادریس شافعی، امام ابو عمرو بصری، سفیان بن عیینہ، خلیل بن احمد، شیخ بن عباد، امام ابن جریج، ابن ابی نجیح، ابن خثیم حماد، اور جریج بن حازم وغیرہ۔

قرأت و حدیث میں آپ کا درجہ و مرتبہ بہت ارفع و بلند ہے۔ سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ مکہ مکرمہ میں عبداللہ ابن کثیر اور حمید بن قیس الاعرج سے بہتر کوئی قاری نہ تھا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں!

وکان اماماً فی الحدیث	اور وہ (ابن کثیر) حدیث میں امام تھے۔

(۳) تیسرے قاری امام ابو عمرو زبان بصری ہیں۔ ۶۸ھ میں بزمانہ خلافت ہشام بن عبدالملک مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۴ھ میں بزمانہ خلافت منصور عباسی کوفہ میں وفات پائی، قراء سبعہ میں بہت ممتاز ہیں مختلف النوع خصوصیات کے مالک تھے قرأت، نحو، صرف، لغت، انساب، اشعار وغیرہ علوم میں مہارت حاصل تھی اور نہایت عابد و زاہد عادل معتبر اور صادق القول نیز مختلف علوم و فنون میں اپنی نظیر آپ تھے، انہیں گوناگوں خصوصیات کی بنا پر بصرہ کے امام القراء تسلیم کئے گئے۔ آپ بھی پوری زندگی درس و تدریس میں ہی گزاری اور آپ کے چشم فیض سے لاتعداد لوگوں نے اپنی

علمی تشنگی بجھائی اور قرآنی علوم کے چراغ روشن کئے۔ اپنے زمانہ کے مجتہد اور ائمہ فن سے تحصیل علم کیا۔ جن میں ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی، شیبہ بن نصاح، مجاہد ابن کثیر عکرمہ بن خالد، حمید بن قیس الاعرج، ابن محیصن نصر بن عاصم، سعید ابن جبیر عاصم بن بہدلہ اور حسن بصری وغیرہ جیسے بلند مرتبہ علماء و فقہا اور قراء و محدث شامل تھے۔ آپ کے درس میں طلبہ کا اژدھام رہا کرتا تھا جس کو دیکھ کر آپ کے شیخ خواجہ حسن بصری نے تعجب سے فرمایا علماء ارباب بن گئے ہیں۔ اور بیشک جس عزت کی بنیاد علم پر نہ رکھی جائے اس کا انجام ذلت ہے۔

امام سفیان بن عیینہ کو عالم رؤیا میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ اس وقت متعدد قرأتیں رائج ہیں میں کس کی قرأت پڑھوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ ابو عمر بن العائد بصری کی قرأت پڑھو۔

امام صمعی کا بیان ہے کہ میں نے ابو عمر واجدی سے ایک ہزار مسائل دریافت کئے تو انہوں نے ہر مسئلے کا جواب جدا جدا اور ممتاز طریقے سے دیا اور ہر مسئلے کے جواب میں دور جاہلیت کے شعراء کے اشعار سے استدلال کیا اور شواہد پیش کئے۔

(۴) چوتھے قاری امام عبداللہ ابن عامر شامی ہیں۔ ۲۱ھ میں موضع جابیہ جو شام کا ایک قریہ ہے پیدا ہوئے۔ اور فتح شام کے بعد دمشق میں مقیم ہوگئے اس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی اور ۱۰ محرم الحرام ۱۱۸ھ میں زمانہ خلافت ہشام بن عبدالملک دمشق میں وفات پائی۔ آپ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ اگرچہ قراء سبعہ میں چوتھے نمبر پر بیان کئے جاتے ہیں اور یہ ترتیب علامہ ابن مجاہد متوفی ۳۲۴ھ کی ہے لیکن باعتبار زمانہ اور شیوخ سب سے مقدم ہیں۔

حضرت عثمان غنیؓ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی ان کے علاوہ بہت سے صحابہ کی زیارت کی اور قرآن پڑھا ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت ابوالدرداء، عویمر بن عامرؓ، ابوالہاشم مغیرہ بن ابی شہاب عبداللہ ابن عمرؓ مغیرہ، فضالہ ابن عبید اوسی، اور واثلہ بن الاسقع لیثی وغیرہ۔

حضرت بلال بن ابی الدرداء کی وفات کے بعد ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں دمشق کے قاضی مقرر ہوئے پھر امام بنائے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنی خلافت میں آپکے پیچھے نماز پڑھتے تھے احکام ومسائل میں آپ کی وسعت نظر کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قضاء وامامت کے مناصب جلیلہ پر فائز تھے۔

آپ کی زندگی کا بھی بیشتر حصہ درس وتدریس اور قضاء وامامت ہی میں گزرا۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت بڑی ہے بعض تو بہت نامور ثقہ اور معتبر ہیں مثلاً ولید بن عقبہ ولید بن مسلم اور عبدالرزاق الوراق وغیرہ۔

(۵) قاری امام عاصم بن ابی النجود اسدی کوفی، کوفہ کے رہنے والے ہیں جائے پیدائش اور تاریخ پیدائش معلوم نہیں ۱۲۶ھ میں خلافت مروان کے اخیر زمانہ میں کوفہ یا سماوہ میں انتقال کیا۔

چمنستان علم وفن کو جنت نظیر بنانے میں جن اصحاب کمال بزرگوں نے نمایاں کردار ادا کیا ان میں امام عاصم کا نام سرفہرست ہے ان کا شمار تابعین کے اس طبقہ میں ہوتا ہے جو حضرات صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے ان کا مرتبہ اور سند قرأت دونوں اعلیٰ اور بلند پایہ ہیں۔

امام عاصم کوفی عالم وفاضل فصیح وبلیغ عابد وزاہد خوش الحان تجوید داں نیز قرآن و حدیث قرأت، فقہ، لغت، نحو وصرف کے امام تھے امام عجلی کا بیان ہے کہ عاصم صاحب سنت وقرأت ہیں اور ثقہ ورئیس القراء تھے۔

ان کی زندگی کا بھی زیادہ تر حصہ درس وتدریس ہی میں گذرا ہے اہل کوفہ نے آپ کے شیخ ابوعبدالرحمٰن السلمی کی وفات کے بعد آپ کو مسند قرأت سے نوازا جس پر پچاس سال تک فائز رہے اور اپنے سرچشمۂ فیض سے لوگوں کو سیراب کرتے رہے۔

آپ کے تلامذہ میں امام شعبہ، سفیان بن عیینہ، سعید بن ابی عروبہ، حماد، امام اعظم ابو حنیفہ۔ زائدہ ابوخیثمہ شریک، ابوعوانہ ابوبکر بن عیاش اور حفص بن سلیمان جیسے بلند مراتب قراء شامل ہیں۔

حدیث پاک میں بھی درک و بصیرت رکھتے تھے، حافظ ابو شامہ تحریر فرماتے ہیں:

ابوبکر عاصم بن ابی النجود احد السادة من ائمة القراءة والحدیث — امام ابوبکر عاصم بن ابی النجود ائمہ قرأت و حدیث کے امام تھے۔

ابو عوانہ کا بیان ہے کہ عاصمؒ کی کوئی حدیث امام مسلم نے نہیں نقل کی ہے سوائے ابی بن کعب کی حدیث لیلۃ القدر کے۔

امام عاصم بڑے عابد و زاہد تھے، نمازیں بکثرت پڑھتے تھے جمعہ کے دن نماز عصر تک مسجد سے باہر نہ نکلنا لازم سمجھتے اور عبادت میں مصروف رہتے عبادت کے ساتھ والہانہ ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ اگر کہیں کسی کام سے جاتے ہوئے راستے میں مسجد نظر آتی وہاں رک کر دو چار رکعت نوافل ادا کئے بغیر آگے نہ بڑھتے ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"امام عاصم کوفی عابد اور کثیر الصلوٰۃ تھے جمعہ کے دن نماز عصر تک جامع مسجد میں رہنا لازم سمجھتے تھے۔"

موصوف کا اصل طغرائے امتیاز فن قرأت ہی ہے اس فن کے ماہر و مشاق اور رموز و نکات کے فہیم تھے اس کا سب سے واضح ثبوت آپ کی قرأت پر علمائے امت کا اتفاق و اجتماع ہے، تمام ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں آپ کی قرأت آپ کے شاگرد امام حفص بن سلیمان کے طریق سے پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔ اور بہت مقبول اور مشہور ہے۔

(۶) چھٹے قاری امام حمزہ الزیات کوفی ہیں جو ۸۰ھ میں ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے اور یہی آپ کا وطن ہے اصلاً فارسی النسل ہیں ۱۵۸ھ میں حلوان میں بزمانہ خلافت خلیفہ منصور عباسی انتقال کیا آپ کی قبر حلوان میں ہے۔

امام حمزہ نے تابعین کی ایک سرکردہ جماعت سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی اور اس میں اس قدر صلاحیت و مہارت پیدا کی کہ خود ان کی شخصیت مرجع انام بن گئی علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

"انہوں نے تابعین سے قرأت کی تعلیم حاصل کی اور اس کے صدر نشین قرار پائے پھر اکثر اہل کوفہ نے ان سے اس فن کو حاصل کیا۔"

آپ کے اساتذہ میں سلیمان بن مہران الاعمش، حمران بن رعین شیبانی محمد بن عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ انصاری، ابو عبداللہ جعفر الصادق وغیرہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ امام موصوف نے جن محدثین سے حدیث کا سماع کیا تھا ان میں حکم بن عیینہ حبیب بن ابی ثابت عمر بن مرہ، ابو محمد طلحہ بن مصرف عدی بن ثابت حماد بن رعین، ابو اسحاق اسبیعی ابو اسحاق شیبانی اور منصور بن المعتمر سلمی وغیرہ جیسے ائمہ فن شامل ہیں۔

آپ کے تلامذہ میں ابو عیسیٰ خلاد صیرفی اور محمد خلف بہت مشہور ہیں اور آپ کی قرأت کے راوی بھی ہیں ان کے علاوہ چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں: عبداللہ ابن مبارک حسین بن علی جعفی، عبداللہ بن صالح عجلی، سلیم بن عیسیٰ محمد بن فضل، عیسیٰ بن یونس امام وکیع قبیصہ بن عقبہ یحییٰ بن یمان ابراہیم بن ادہم، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ وغیرہ۔

امام حمزہ بڑے عالم و فاضل تھے قرآن و حدیث قرأت و تجوید اور ادب و فرائض میں غیر معمولی دسترس رکھتے تھے آپ کے شیخ امام الاعمش جب آپکو دیکھتے تو فرماتے اَنْتَ عَالِمُ الْقُرآن۔ امام الاعمش کے بعد آپ ہی کو منصب امامت و مشیخیت حاصل تھی۔

امام حمزہ کو علم فرائض یعنی قانون وراثت میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی اس وقت اس فن میں آپ کی کوئی نظیر نہ تھی دراصل یہی دونوں علوم یعنی قرآن اور فرائض ہی آپ کی شہرت و مقبولیت کی اصل بنیاد بنے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا بیان ہے کہ امام حمزہ قرآن اور فرائض میں لوگوں پر غالب تھے۔

امام حمزہ بڑے عابد و زاہد کثیر الصلوٰۃ تھے کہا جاتا ہے کہ کثرت عبادت میں وہ صلحاء ست کا اعلیٰ اور بہترین نمونہ تھے رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گذارتے تھے اور بہت کم سوتے تھے علامہ سمعانی کا بیان ہے کہ وہ عبادت و فضیلت اور دنیا سے بے تعلقی میں

جلیل القدر بزرگ تھے۔

امام حمزہ کی ذات میں بہت سی ایسی خوبیاں جمع تھیں جو انسان کے باطن کو ہر قسم کی کثافتوں سے صاف کر کے اسے مثل آئینہ مجلی کر دیتی ہیں۔ جریر ابن عبدالحمید کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ شدید گرمی میں حمزہ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا میں نے پینے کے لئے پانی پیش کیا مگر موصوف نے اسے قبول نہ کیا کہ میں ان سے قرآن پاک پڑھتا تھا۔

امام حمزہ اصل قرأت میں افراط و تفریط کے ساتھ پڑھنے کو منع کرتے تھے اور فرماتے کیا تم نہیں جانتے کہ سفید رنگ سے معاملہ بڑھ جائے تو برص ہو جاتا ہے گھنگھریالے بالوں کو اگر مزید گھنگھریالا بنانے کی کوشش کی جائے تو سخت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر قرأت میں افراط و تفریط سے کام لیا جائے تو وہ قرأت باقی نہیں رہتی۔

ساتویں قاری امام ابوالحسن علی کسائی ہیں، فارسی النسل ہیں یعنی ان کے آباء و اجداد ایران کے رہنے والے تھے ۱۱۹ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹ھ میں شہر "رے" میں وفات پائی۔

قراء سبعہ میں یہ سب سے آخری لیکن سب سے زیادہ ہمہ گیر و ہمہ جہت ہیں امام حمزہ الزیات، قاضی محمد بن ابی لیلیٰ، امام ابوبکر، امام اسماعیل بن جعفر انصاری زائدہ بن قدامہ اور عیسیٰ بن عمر ہمدانی سے قرأت قرآن کی تحصیل کی۔ اور پھر بڑا کمال پیدا کیا اور لائق تقلید ہو گئے ابن الانباری کا بیان ہے کہ " قرأت عربیت اور لغت میں اعلم الناس" تھے علامہ ... نے ابن حجر کا قول نقل کیا ہے کہ کسائیؒ کی قرأت سب قرأتوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے" امام ابن معین فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے امام کسائیؒ سے زیادہ عمدہ پڑھنے والا نہیں دیکھا"۔

امام کسائیؒ کو ہارون الرشید کی خدمت میں بڑا اثر و رسوخ تھا اور اکثر صحبتیں رہا کرتی تھیں اور ہارون کی اتالیقی بھی کی تھی بعد میں ان کے لڑکے امین کو بھی پڑھایا بڑے بڑے ائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔ زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزارا ان کے علم کی وسعت اور جامعیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ...

قدر ہوتا تھا کہ آپ ممبر پر بیٹھ کر درس دیتے تھے آپ پڑھتے جاتے تھے اور طلبہ مصاحف میں قرات لکھتے جاتے تھے۔

سیبویہ سے اکثر مناظرے ہوتے تھے، یزیدی سے بھی صحبتیں رہا کرتی تھی امام محمد بن حسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی ہیں دونوں نے ایک ہی دن ہارون الرشید کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے شہر "رَی" میں وفات پائی، اس کا اثر ہارون الرشید پر گہرا ہوا اس نے دکھ کے ساتھ اس کا اظہار کیا!

"ہم نے علم فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہر "رَی" میں دفن کر دیا"

نحو کے امام تھے اور کوفی نحوی اسکول کے بانی بھی، کوفہ میں موصوف اور ان کے شاگرد فراءؒ ہی نے نحو کی داغ بیل ڈالی اور اسکی وسعت ہمہ گیری بنادی ان میں دونوں نے اس کے خطوط بنائے اور اپنی علمیت کی بناء پر کوفی نحو کو بڑی وسعت دی اور ایک مکمل نظریہ اصول کے طور پر پیش کیا اس کے مقدمات کو ترتیب دیا اور علم نحو کے قواعد و ضوابط مرتب کئے۔

ان کا علم نحو سے متعلق یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے: کسائیؒ ایک مرتبہ لمبا سفر طے کر کے اپنے دوستوں کے پاس گئے اور اپنی تکان ان لفظوں میں بیان کیا" لقد عییتُ"، اس پر ان کے دوستوں نے کہا کہ تم ہماری صحبت میں رہتے ہوئے بھی اس طرح کی فروگذاشت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں نے کون سی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ اگر تم محنت کرنے کی وجہ سے تھک گئے ہو تو عییت، کے بجائے اعییت کہنا چاہیئے۔ عییت اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان کو کوئی تدبیر سجھائی نہ دے اور بالکل عاجز و بے بس ہو، کسائیؒ کو اس واقعہ سے بڑی خجالت محسوس ہوئی اور اسی وقت علم نحو کے حصول کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کا ماہر کون شخص ہے۔ لوگوں نے معاذ بن الہراءؒ کا نام بتایا۔ چنانچہ ان کے پاس گئے اور ان کے پاس جو بھی تھا سب حاصل کر لیا۔ بعد ازاں خلیل بن احمد نحوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی استفادہ کیا، خلیل بن احمد کے علمی تجربہ کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا انھوں نے بتایا کہ حجاز، نجد اور تہامہ کے دیہاتوں سے چنانچہ کسائیؒ بھی ان دیہاتوں کی طرف چلے گئے اور جب واپس ہوئے تو حفظ کی ہوئی چیزوں

کے علاوہ روشنائی کی پندرہ بوتلیں دیہاتوں کے اقوال و محاورات کے لکھنے میں صرف کی تھیں۔

امام کسائیؒ نے اگرچہ زندگی کا بیشتر حصّہ درس و تدریس اور تعلیم و تعلم ہی میں گزارا لیکن تصنیف و تالیف بھی کی جو اس زمانہ میں مفقود تھی کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ علوم قرآنی میں ایک کتاب معانی القرآن تصنیف کی۔ نحو سے دلچسپی اور تعلق کا حال اوپر گزرا اس فن میں دو کتابیں مختصر النحو اور کتاب الحدود فی النحو لکھیں۔ یہ کتابیں ناپید ہیں البتہ ایک کتاب اغلاط عام سے متعلق تھی جس کا نام "ماتلحن فیہ العلوم" ہے جو چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔

قرا سبعہ کے علمی و دینی کارناموں میں سب سے اہم ان لوگوں کی تدریسی زندگی ہے ۷۵ سال سے سو سال تک کی عمریں پائی اور زندگی کا بیشتر حصہ خدمت قرآن میں صرف کیا ہر وقت تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہتا کسی کو تہجد کے بعد موقع ملتا تو کسی کو فجر کے بعد کسی کو حکم ہوتا کہ مسجد میں رہو جب وقت ملے گا پڑھا دوں گا غرض قرا سبعہ کے درس میں طلبہ کا اژدھام رہا کرتا تھا بعض قرا کا کثرت طلبہ کی وجہ سے حال یہ تھا کہ ممبر پر بیٹھ کر درس دیتے تھے۔

قرا سبعہ کی ذاتی زندگی پاک و صاف اور بے عیب تھی۔ زہد و تقویٰ میں صلحائے امت کے اعلیٰ نمونہ تھے اپنے عصر کے رائجہ علوم میں دسترس رکھتے تھے ان کا سب سے اہم کارنامہ خدمت قرآن ہے۔ جس کے لئے اپنی پوری زندگیاں صرف کر دیں ؎

جزاللّٰہ بالخیرات عنا ائمۃ
لنا نقلوا القرآن عذبا و سلسلا